کتاب نما

تاریخ جماعت اسلامی --- (دوم)' آباد شاہ پوری۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی' منصورہ' لاہور۔ صفحات: ۴۳۷۔ قیمت: ۲۱۰ روپے۔

برعظیم کی تاریخ میں' جماعت اسلامی تمام سیاسی پارٹیوں میں اس اعتبار سے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے کہ اس کی رکنیت' محض ممبرشپ فارم پُر کر کے چندے کی ادائیگی پر منحصر نہیں' بلکہ کسی شخص کو رکن بناتے وقت یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ جماعت کی دعوت کو کس حد تک سمجھ سکا ہے اور اس کے نصب العین کے ساتھ اس کا تعلق اور وابستگی کس نوعیت کی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود' جماعت کے ارکان کی تعداد چند ہزار تک محدود ہے اور وہ دوسری جماعتوں کی طرح اپنے ارکان کی تعداد کو لاکھوں تک نہیں لے جا سکی' مگر اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جماعت کا نظم مضبوط بنیادوں پر نہ صرف قائم ہے بلکہ متحرک اور فعال ہے۔

جماعت نے اپنی اسی مابہ الامتیاز فکری' دعوتی اور تنظیمی حیثیت کے سبب نہ صرف پاکستان' بنگلہ دیش' کشمیر' بھارت اور سری لنکا بلکہ بعض صورتوں میں دوسرے مسلم ممالک اور مغربی دنیا کے مسلم حلقوں پر بھی علمی و فکری اور تعلیمی و دعوتی نوعیت کے اثرات مرتب کیے ہیں۔ مسلم دنیا میں اس وقت جتنی بھی اسلامی تحریکیں کام کر رہی ہیں' ان میں جماعت اسلامی کا شمار ایک سربرآوردہ اور بعض اعتبار سے پیش رو اور راہنما تحریک و تنظیم کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ضرورت تھی کہ جماعت کی تاریخ مرتب کی جائے' اور جماعت قریب قریب اپنی ۶۰ سالہ زندگی میں جن نشیب و فراز سے گزری ہے' ان کا بے لاگ تجزیہ کیا جائے۔

مغربی دنیا میں جماعت اسلامی اور بانی جماعت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء) کے بارے میں بہت سے لوگوں نے مضامین' کتابیں اور تحقیقی مقالے لکھے ہیں۔ اس سلسلے کی تازہ کوشش ایک ایرانی نوجوان اسکالر سید ولی نصر کی ہے' جنھوں نے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ جماعت اسلامی پر تحریر کیا اور بعدازاں ایک اور کتاب "Mawdudi and the Making of Islamic Revivalism" کے عنوان سے تحریر کی ہے۔ اردو میں ایک کام تو ڈاکٹر سید اسعد گیلانی مرحوم کا ہے (جماعت اسلامی ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۷ء' فیروز سنز' لاہور' ۱۹۹۲ء) اور دوسرا کام زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف جناب آباد شاہ پوری کا ہے' جنھوں نے

تاریخ جماعت اسلامی (اول) ۱۹۸۹ء میں شائع کی تھی جو ایک اعتبار سے قیام جماعت کے پس منظر پر مشتمل ہے۔

اصل تاریخ زیر نظر حصہ دوم سے شروع ہوتی ہے جس میں تاسیس و قیام جماعت اسلامی سے لے کر قیام پاکستان تک جماعت کی دعوتی و تنظیمی پیش رفت' اس کے نشیب و فراز اور مختلف مراحل کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ کتاب کے حسب ذیل عنوانات اور ابواب پر نظر ڈالیں تو اس کی جامعیت کا اندازہ ہوتا ہے: تاسیس و قیام جماعت' استقبال' جادہ و منزل' کاروان شوق' پہلا بحران' توسیع دعوت' نظریاتی استحکام اور تزکیہ و تربیت' تنظیم' مالیات' مخالفتوں کا ہجوم' جماعت اسلامی اور ہم عصر جماعتیں' اجتماعات' دارالاسلام' مرکز جماعت' پاکستان کی طرف ہجرت' مرحلہ ثانی کے ۶ برس--- کتاب کے آخر میں جماعت کا پہلا دستور' مولانا محمد منظور نعمانی کے نام مولانا مودودی کا خط' جماعت کی مجالس شوریٰ کے ارکان کے نام اور مختلف شعبوں کے ناظمین کے نام شامل ہیں۔ اس طرح مؤلف محترم نے موضوع کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے۔

جناب آباد شاہ پوری کا شمار ایک وسیع المطالعہ' مشاق اور منجھے ہوئے اہل قلم میں ہوتا ہے۔ وہ اس سے پہلے مختلف علمی' تاریخی' دینی اور جماعتی موضوعات پر متعدد قابل قدر کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ **سید بادشاہ کا قافلہ**' تحریک مجاہدین کے موضوع پر ان کی ایک بے مثل کتاب ہے۔ اسی طرح اشتراکیت اور اشتراکی دنیا کے حوالے سے ان کا تحقیقی کام بھی معرکے کا ہے۔ زیر نظر کتاب کی تالیف میں بھی آباد صاحب نے اپنی تصنیفی ہنرمندی اور طویل تالیفی تجربے کو بروے کار لاتے ہوئے ایک نہایت وسیع اور ہمہ جہت موضوع کو سمیٹ دیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے ممکن حد تک دستیاب مواد سے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے تاہم کہیں کہیں طویل اقتباسات کھٹکتے ہیں' خصوصاً باب ہفتم میں۔ ص ۳۰۶ پر جماعت کے ممتاز اصحاب کی فہرست دی گئی ہے جو شاید اب بھی نامکمل ہے۔ اس فہرست میں بعض اصحاب کے ساتھ "سابق وفاقی وزیر---" کے لاحقے اچھے نہیں لگتے کیونکہ یہ وزارتیں جماعت کے لیے کبھی باعث افتخار نہیں رہیں اور نہ انھیں حوالہ بنانا چاہیے۔ اسی طرح بعض دیگر مقامات پر دیے گئے گوشوارے اگر ضمیموں میں دیے جاتے تو بہتر تھا۔ کہیں کہیں کمپوزنگ میں بھی ناہمواری محسوس ہوتی ہے۔ ابتدائی ابواب میں اقتباسات کا ایک انداز ہے' جب کہ باب ہفتم سے ایک دوسرا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ مگر اس سے زیر نظر کتاب کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ کتاب کے استناد کے سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کا مسودہ میاں طفیل محمد صاحب کا نظرثانی شدہ ہے۔ ان کے مشوروں کی روشنی میں جناب آباد شاہ پوری نے کتاب میں ترامیم اور اضافے کیے ہیں۔

آباد شاہ پوری کی زیر نظر کتاب' جماعت کی اندرونی ہیئت' مزاج اور نظم کے ساتھ اس کی ظاہری

جہتوں کو بھی نمایاں کرتی ہے۔ مطالعے کے دوران بہت سے معلومات افزا اور دل چسپ پہلو سامنے آتے ہیں۔ امید ہے کہ جماعت اسلامی کی تحریک سے دل چسپی رکھنے والے اصحاب' خصوصاً وہ لوگ' جنھوں نے جماعت کے لٹریچر کا تفصیل سے مطالعہ نہیں کیا اور اس کے ابتدائی دور کی دعوت و تنظیم اور سرگرمیوں سے واقف نہیں ہیں وہ اس کتاب کے ذریعے بہت کچھ جان سکیں گے (رفیع الدین ہاشمی)۔

اہانت رسولؐ اور آزادی اظہار' ابوالامتیاز ع س مسلم۔ ناشر: مجلس نشریات اسلام' ناظم آباد نمبر۱' کراچی۔ صفحات: ۱۷۲۔ قیمت: درج نہیں۔

اس کتاب کا مقصد قانون توہین رسالتؐ پر کیے جانے والے اعتراضات کا جواب دینا ہے۔ بحث اس قانون کے خلاف مصنف کو موصول ہونے والے تین خطوط کے جوابات کی شکل میں ہے۔ اصل خط کتابت انگریزی میں ہے' یہ اس کا اردو ترجمہ ہے' جسے مزید دلائل و اسناد اور وضاحتوں کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ اپنے پہلے خط میں معترض (بقول خود: "ایک روشن خیال مسلمان") یہ کہتے ہیں کہ: "توہین رسالتؐ کے خلاف قانون قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ احادیث انسانوں کی تحریر کردہ ہیں (یہ مسلمانوں کے تراش کردہ بت ہیں)۔ ان کی بنیاد پر کسی کو سزاے موت نہیں دی جا سکتی وغیرہ وغیرہ"۔

جواب میں جناب ع' س مسلم کی تحریر کا محرک اگرچہ عشق رسولؐ ہی ہے' مگر ان کی تحریر نری جذباتیت پر نہیں' بلکہ علم و استدلال پر مبنی ہے۔ مصنف نے ایک طرف تو قرآن کے مطابق حدیث کی اہمیت کو بیان کیا ہے' اور دوسری طرف ایک مسلم معاشرے کے لیے اس قانون کو ناگزیر قرار دیا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ اس قانون کی عدم موجودگی میں مسلمانوں کو کیا کیا ماوراے قانون اقدامات کرنے پڑے (یعنی غازی علم الدین شہید اور غازی عبدالقیوم شہید کے کارناموں کا تذکرہ ہے)۔ معترض نے اپنے دوسرے اور تیسرے خطوط میں اس طرح کی بحثیں چھیڑنے کی کوشش کی ہے کہ فساد تو دنیا میں بہت ہو رہا ہے' کیا ہر ایک کے تدارک کے لیے قتل ضروری ہے؟ پھر توہین رسالتؐ کے مرتکب افراد کو معصوم ثابت کرنے کی کوشش کی ہے' اور کہا ہے کہ ان کی کتب کا علمی جواب دینا چاہیے تھا نہ کہ انھیں سزا دی جائے۔ جواب میں مسلم صاحب یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ سزائیں تو ملک کے خلاف غداری' تخریب کاری' جاسوسی' اور منشیات پھیلانے پر بھی دی جاتی ہیں۔ آخر توہین رسالتؐ پر ہی سزا کیوں ختم کی جائے؟ پھر چند مزید نکات کی وضاحت کی گئی ہے جو اس خط کتابت میں نہ آسکے' مثلاً: قرآن کی رو سے تضحیک رسولؐ کا کفر ہونا' زمانہ رسالتؐ میں توہین رسالتؐ کی سزا کا نفاذ اور اس سزا پر اجماع امت۔

کتاب کا آخری (تہائی) حصہ بہائی کمیونٹی کی طرف سے پھیلائے جانے والے ایک مراسلے پر تبصرہ ہے'

جس میں عقل و سائنس کے غلبے' انسانیت اور تعصبات اور نفرت کے خاتمے کی خاطر بے دینی کی تلقین ہے' مساوات مرد و زن کا نعرہ ہے' اور سب سے دل چسپ بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں ایک زبان اور ایک حکومت کی تائید ہے۔ مصنف قارئین کو بتاتے ہیں کہ بہائی کیمونٹی کو ایک استعماری طاقت (روس) نے ڈیڑھ سو سال قبل اپنے مذموم مقاصد کی خاطر تشکیل دیا تھا اور یہ آج تک مغربی استعمار کے ایجنٹ کا کام کر رہی ہے۔ اس علمی تبصرے میں اسلام کے خلاف ذرائع ابلاغ کے ذریعے پھیلائے جانے والے کئی شکوک و شبہات کا معقول جواب آگیا ہے۔ یوں یہ مخالف اسلام پراپیگنڈے کے توڑ کی ایک قابل قدر کوشش بن گئی ہے (ڈاکٹر بلال مسعود)۔

کنارے کنارے' حسین احمد پراچہ۔ ناشر: سنگ میل پبلی کیشنز' لاہور۔ صفحات: ۱۴۴۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

ابن بطوطہ نے سفر تو بہت کیے اور اس نے اپنے سفرنامے میں دنیا جہان کے عجائبات کا تذکرہ کر کے اپنے دور کے قارئین کو حیران اور ششدر کر کے رکھ دیا۔ زیر نظر سفرنامے میں حسین احمد پراچہ' ابن بطوطہ کا کردار تو ادا نہیں کر سکے کہ آج دنیا بڑی حد تک دریافت ہو چکی ہے مگر پراچہ صاحب جس بے تکلفی' برجستگی اور شگفتگی کے ساتھ ہمیں قاہرہ' تیونس' استنبول' جدہ' مکہ' مدینہ اور لندن وغیرہ کی سیر کراتے ہیں اور پھر مشاہدے کی ظاہری سطح سے اتر کر جس طرح در دل پر دستک دیتے ہیں' بعدازاں جملہ تاثرات کو جتنی عمدگی سے صفحہ قرطاس پر منتقل کرتے ہیں' وہ ابن بطوطہ سے بھی ممکن نہ ہوا تھا۔

مختلف شہروں کی سیاحت پر مشتمل ۹ ابواب کا یہ مجموعہ مصر' تیونس' ترکی' انگلستان اور سعودی عرب کی مختصر جھلکیاں دکھاتا ہے۔ سعودی عرب میں تو' خیر وہ ایک طویل عرصے سے مقیم ہیں اور اکثر و بیشتر "گھر' خدا کا" دیکھتے رہتے ہیں مگر "خدا کی شان" دیکھنے کے لیے انھیں لندن جانا پڑا۔ بیشتر مقامات سے وہ ایک ہی بار گزرے لیکن انھوں نے اپنے خوب صورت اسلوب میں ان مقامات کی ایسی صاف' دل کش اور رنگین تصویر پیش کی ہے کہ مطالعہ و مشاہدہ اور ماضی و حال آپس میں گھل مل گئے ہیں۔ لالہ صحرائی کے بقول یہ سفرنامہ اردو ادب میں فی الحقیقت نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔

پراچہ صاحب قارئین کو بھی اپنے احساسات میں شامل کرتے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: "ہمیں افسوس کا احساس ہوا کہ ہم اس ہفت رنگ جہاں کی سیاحت سے کیوں محروم رہے۔ بعض اوقات آنکھ بند کرنے اور بسااوقات آنکھ کھولنے سے امیدوں کا جہاں مل جاتا ہے مگر اس کا کیا کیا جائے کہ ہم آنکھ میچنے کی لذت سے ناآشنا اور نہ آنکھ کھولنے کی اہمیت سے آگاہ ہیں" (ص ۱۱۰) (ر-ص)۔

چیچنیا میں اسلام اور مسلمان' ڈاکٹر سید محمد یونس' ترجمہ: ڈاکٹر محمد سمیع اختر۔ ناشر: ایچ وائی پرنٹرز' اردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۱۳۰ قیمت: ۷۵ روپے۔

گذشتہ ربع صدی میں اسلامی تحریکیں نئے عزم و حوصلے سے آگے بڑھی ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اسلام دشمن طاقتوں نے دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم و استبداد کا سلسلہ بھی تیز تر کر دیا ہے خصوصاً گذشتہ ایک عشرے میں روس کی ٹوٹ پھوٹ سے امت مسلمہ کے مصائب میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ بوسنیا' فلسطین' کشمیر' برما' کوسووا' اور اب چیچنیا میں مسلمانوں کو قیامت کا سامنا ہے۔ زیر نظر کتاب' چیچنیا کے اہم مسئلے پر ایک اچھی دستاویز ہے۔

یہ مختصر کتاب ڈاکٹر سید محمد یونس کی عربی تحریر کا ترجمہ ہے۔ مصنف نے نہایت اختصار اور جامعیت سے چیچنیا کے محل وقوع سے لے کر موجودہ حالات تک کا جائزہ پیش کیا ہے بلکہ اس سلسلے میں متعلقہ مواد یکجا کر دیا ہے۔

چیچنیا کی جغرافیائی اور اقتصادی اہمیت' خلفاے راشدین کے عہد میں اس خطے کے عوام کا قبول اسلام' ان کی حمیت و غیرت' جذبہ جہاد اور حریت پسندی کی مختصر تاریخ' اسلام کے تہذیبی اثرات' روس کی مختصر تاریخ' بالشویک اور کیمونسٹ حکومت کے مظالم' آزادی کے صرف تین سال' چیچنیا پر چار لاکھ روسی فوج کا حملہ اور مسلمانوں کی نسل کشی' اسلامی ممالک اور مغربی طاقتوں کے رویے--- غرض کوزے میں دریا بند کیا گیا ہے۔ مصنف نے نہ صرف حالات و واقعات بیان کیے بلکہ اپنوں اور غیروں کے رویے کا ذکر کرتے ہوئے امت مسلمہ کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلانے کی کوشش بھی کی ہے (عبداللہ شاہ ہاشمی)۔

ماہنامہ آئین' لاہور (بیجنگ پلس فائیو کانفرنس پر اشاعت خصوصی' چار شمارے)۔ مدیر: مرزا محمد الیاس۔ ۱-۱اے/۹' رائل پارک' لاہور۔ زر سالانہ: ۲۰۰ روپے۔ قیمت فی شمارہ: ۲۰ روپے۔

جناب مظفر بیگ کے انتقال کے بعد ماہنامہ آئین بند ہو جانے کا خدشہ تھا لیکن اس نے جناب مرزا الیاس کی ادارت میں ایک نئے انداز اور شان سے شروع ہو کر' اگر یہ کہا جائے' کہ اپنا سکہ جمالیا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اس لحاظ سے یہ ایک نئے رجحان کا نمایندہ بن کر سامنے آیا ہے کہ اس نے تنوع اور رنگا رنگی کے چٹ پٹے پن کو چھوڑ کر اپنے لیے ایک موضوع کو خاص کر لیا اور اس پر اتنی وقیع اور تازہ ترین معلومات دی ہیں کہ آئین کے ان شماروں کو بلا تامل ایک تحقیقی کاوش قرار دیا جا سکتا ہے' جس میں کسی تحقیق کار کے لیے بیش بہا بنیادی لوازمہ موجود ہے۔ موضوع اس دور کا' اور ہو سکتا ہے کہ ہر دور کا' اہم ترین موضوع یعنی خواتین ہے۔

تہذیب جدید نے عورت کو جس مقام پر پہنچا دیا ہے اور رسل و رسائل کی جدید سہولتوں نے اس مقام

کو جس طرح ہر دیکھنے والی آنکھ کے سامنے عیاں کر دیا ہے، وہ کوئی راز کی بات نہیں ہے۔ اسلام اور مغرب کی کش مکش میں تین چار اہم ترین مسائل میں سے ایک خواتین کے مقام کو قرار دیا جاتا ہے جس کا اظہار خواتین کے موضوع پر اقوام متحدہ کی سلسلے وار کانفرنسوں سے ہو رہا ہے۔ مرزا الیاس اور ان کے رفقا نے بیجنگ پلس فائیو کانفرنس کے حوالے سے ان چار خصوصی اشاعتوں میں اتنا لوازمہ اردو میں فراہم کر دیا ہے جتنا کسی نے پاکستان میں انگریزی میں بھی نہیں کیا ہے۔ ان کی ٹیم اس پر ہدیہ تبریک اور ہر طرح کی حوصلہ افزائی کا استحقاق رکھتی ہے۔ کانفرنس کے حوالے سے انھوں نے کئی دستاویزات اور کئی تقاریر کے مکمل متن شامل اشاعت کیے ہیں۔ کانفرنس کے چھ دن کی روزانہ کارروائی نقل کی ہے۔ یقیناً ہر چیز انٹرنیٹ پر موجود تھی لیکن اسے "نیچے اتار کر" ترجمہ کرنا، ایک خاص وقت کے اندر شائع کرنا، اور اسے استفادے کے لیے فراہم کر دینا غیر معمولی کاوش ہے۔

اسلامی معارف اور تحقیقات کے نام پر ملک میں کئی ادارے قائم ہیں۔ اس مسئلے کی اسلام کے حوالے سے اہمیت محتاج بیان نہیں۔ اگر کوئی ادارہ اس کام کو کرتا جو اس رسالے کے مدیر نے محض اپنے احساس فرض کے تحت انجام دیا ہے، تو یہ اس ادارے کی قابل فخر کارکردگی شمار ہوتی۔ یہ چاروں شمارے امت مسلمہ کے مستقبل سے دل چسپی رکھنے والے ہر صاحب علم و ذوق کی ضرورت ہیں اور کسی بھی قابل ذکر لائبریری کو اس سے بے نیاز نہیں رہنا چاہیے۔ ستمبر ۲۰۰۰ء کے شمارے میں آیندہ ۱۲ خصوصی شماروں کا منصوبہ شائع کیا گیا ہے۔ جن حالات میں اس طرح کے کام ہوتے ہیں، ان کا اندازہ کرتے ہوئے مدیر آنین کے حوصلے کی داد دینا پڑتی ہے (مسلم سجاد)۔

مشاہدات حرم، مولانا امین احسن اصلاحی۔ ناشر: دار التذکیر، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۱۷۲۔ قیمت: ۹۰ روپے۔

حج کے سفرنامے کا لطف کچھ زیادہ اس لیے ہوتا ہے کہ اس میں ذکر محبوبؐ ہوتا ہے۔ اس ذکر محبوبؐ کی یہ بات عجیب ہے کہ رقابت کا جذبہ بیدار نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کے اظہار محبت سے اپنے لطف میں اضافہ ہوتا ہے اور پڑھنے والا گویا خود بھی شریک ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اس خیال سے یہ کتاب ہاتھ میں لی تو یہ شوق کچھ خاص پورا نہ ہوا۔ یہ مصنف کے حج سے زیادہ سفرحج کے تاثرات، واقعات، ملاقاتیں، اس پر ان کے تبصروں، تجاویز اور مشوروں پر مشتمل ہے۔ خاص حج کا ذکر چند صفحات تک محدود ہے۔ کتاب کے مطالعے سے ۴۲ برس پہلے کے دور کے حالات، سفرحج کی معلومات سامنے آتی ہیں جو جدید دور کے مسافرحج کے لیے یقیناً دل چسپی کا باعث ہے۔ انداز بیان سادہ، دل نشیں اور رواں ہے اور قاری پڑھتا ہی چلا جاتا ہے (م-س)۔